تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

Allama Iqbal Open University

Solved Assignments Spring 2026

Course Code:	405 Code
Course Name:	Iqbaliat (اقبالیات)
Class:	BA
Total Credit Hours	6
Total Assignments	4

گھر بیٹھے حل شدہ مشقیں، گیس پیپرز، کتابیں اور خلاصے حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں واٹس ایپ نمبر:03036940016

نوٹ:ہم طلبہ کے لیے جامع اور معیاری تعلیمی خدمات فراہم کرتے ہیں۔ہماری خدمات میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز، سابقہ پرچے، تازہ ملازمتوں کی معلومات، آن لائن سی وی تیار کرنا، ملازمت کے لیے درخواست دینا، یونیورسٹی داخلوں میں رہنمائی اور درخواست جمع کروانا شامل ہیں۔اس کے علاوہ یونیورسٹی سے متعلق طلبہ کے ہر قسم کے تعلیمی اور رہنمائی کے کام میں مکمل تعاون فراہم کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ کو ایک ہی جگہ پر تمام ضروری سہولیات میسر آسکیں۔

Whatsapp Group

واٹس ایپ گروپ جوائن کرنے کے لیے سامنے دیے گئے لنک پر کلک کریں۔

Join Our WhatsApp Channel JOIN NOW

واٹس ایپ چینل جوائن کرنے کے لیے سامنے دیے گئے لنک پر کلک کریں۔

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

Assignment 3

سوال نمبر 1: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

(1) علامہ اقبال کے انگریزی خطبات کا پہلے خطبے کا عنوان کیا ہے؟

جواب: علامہ اقبال کے پہلے انگریزی خطبے کا عنوان "**علم اور مذہبی مشاہدہ** (Knowledge and Religious Experience)" ہے۔

(2) 1930 میں علامہ اقبال کے انگریزی خطبات کس نام سے شائع ہوئے؟

جواب: 1930ء میں یہ خطبات پہلی مرتبہ لاہور سے "Six Lectures on the Reconstruction of Religious Thought in Islam" (اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیلِ نو کے چھ خطبات) کے نام سے شائع ہوئے۔

(3) اقبال کے انگریزی خطبات پہلی مرتبہ کس مشہور آدمی کے دیباچے کے ساتھ شائع ہوئے؟

جواب: یہ خطبات پہلی مرتبہ علامہ اقبال کے قریبی دوست اور مشہور مسلم اسکالر **سید نذیر نیازی** کے دیباچے / تعارف یا ترجمے کے کام کے ساتھ برصغیر میں متعارف ہوئے۔ (بین الاقوامی اشاعت آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے ہوئی)۔

(4) نظم "افکارِ پریشاں" اقبال کے کس شعری مجموعے میں شامل ہے؟

جواب: نظم "افکارِ پریشاں" علامہ اقبال کے پہلے اردو شعری مجموعے "**بانگِ درا**" (کے تیسرے حصے) میں شامل ہے۔

(5) اقبال کے انگریزی خطبات کی تعداد 06 تھی، 1934ء میں اس میں جس ایک خطبے کا اضافہ کیا گیا اس کا نام بتائیے۔

جواب: 1934ء میں آکسفورڈ کی اشاعت میں شامل کیے گئے ساتویں خطبے کا عنوان "**کیا مذہب کا امکان ہے؟** (Is Religion Possible?)" تھا۔

(6) نظم "ذوق و شوق" اقبال کے کس مجموعے میں شامل ہے؟

جواب: نظم "ذوق و شوق" علامہ اقبال کے دوسرے اردو مجموعہ کلام "**بالِ جبریل**" میں شامل ہے۔

(7) شاعری کی اصطلاح میں "مطلع" سے کیا مراد ہے؟

جواب: مطلع کے لغوی معنی "نکلنے کی جگہ" کے ہیں۔ شاعری کی اصطلاح میں کسی بھی غزل یا قصیدے کے **پہلے شعر** کو مطلع کہتے ہیں، جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔

(8) شاعری کی اصطلاح میں "حسنِ مطلع" کسے کہتے ہیں؟

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔

جواب : اگر کسی غزل یا قصیدے میں پہلے مطلع کے بعد **دوسرا شعر** بھی اس طرح لکھا جائے کہ اس کے دونوں مصرعے بھی ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوں، تو اسے "حسنِ مطلع" یا "مطلعِ ثانی" کہا جاتا ہے۔

(9) اقبال کی کسی ایک غزل کا مطلع لکھیے۔

جواب : علامہ اقبال کی بالِ جبریل سے ایک مشہور غزل کا مطلع درج ذیل ہے:

اثر کرے نہ کرے، سن تو لے فغانِ میری اگرچہ خاک ہوں میں، ہے مگر فشانِ میری

(10) شعر مکمل کریں: "نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے"

جواب : اس شعر کا دوسرا مصرعہ درج ذیل ہے:

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے **جہاں ہے تیرے لیے، تو نہیں جہاں کے لیے**

سوال نمبر 2: مندرجہ ذیل عنوانات میں سے کسی دو پر نوٹ لکھیں۔

(ب) تعارف نظم "توحید"

پس منظر اور فکری اہمیت

علامہ اقبال کی نظم "توحید" ان کے مجموعہ کلام "بانگِ درا" میں شامل ہے، جو اسلامی عقائد کی اساس پر لکھی گئی ہے۔ اقبال کے نزدیک "توحید" محض ایک زبانی کلمہ یا صرف ایک خدا کو مان لینے کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ایک عظیم انقلابی اور سماجی قوت ہے جو انسان کو دنیا کی ہر قسم کی غلامی، خوف اور باطل قوتوں سے نجات دلاتی ہے۔ اس نظم میں انہوں نے اسی کائناتی سچائی کو انتہائی پرکشش انداز میں بیان کیا ہے۔

فکری عناصر

- **قوت کا سرچشمہ :** اقبال بتاتے ہیں کہ عقیدہ توحید انسان کے اندر بے پناہ قوت پیدا کرتا ہے۔ جب انسان کا یہ یقین ہو جائے کہ کائنات کا مالک صرف ایک اللہ ہے، تو وہ کسی جابر یا ظالم حکمران کے سامنے سر نہیں جھکاتا۔
- **ملت کی جمعیت کا راز :** اقبال فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے اتحاد اور یکجہتی کا راز ہی توحید میں ہے۔ مختلف رنگوں، نسلوں اور زبانوں کے لوگ جب ایک خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں، تو وہ ایک مضبوط دیوار بن جاتے ہیں۔
- **موجودہ دور کا المیہ :** اس نظم میں وہ افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ آج کے مسلمان نے توحید کو صرف کتابوں تک محدود کر دیا ہے، اس کا اثر ان کے عمل اور زندگی میں نظر نہیں آتا۔ ان کا مشہور شعر ہے:

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی آج کیا ہے، فقط اک مسئلۂ علمِ کلام

فنی خوبیوں کا اختصار

یہ نظم نہایت سادہ اور پر اثر زبان میں ہے۔ اس کا ترنم اور بحر دلکش ہے، جو براہِ راست انسان کے دل پر دستک دیتی ہے اور اسے اپنے ایمان کی تجدید کرنے پر ابھارتی ہے۔

(ج) تعارف نظم "افکارِ پریشاں"

تعارف اور پس منظر

نظم "افکارِ پریشاں" علامہ اقبال کی ایک منفرد نظم ہے جو "بانگِ درا" کے تیسرے حصے میں شامل ہے۔ یہ نظم ان کے فکری اضطراب اور ملتِ اسلامیہ کے زوال پر ان کے اندر اٹھنے والے مختلف خیالات (افکار) کا مجموعہ ہے، اسی لیے انہوں نے اسے "افکارِ پریشاں" (بکھرے ہوئے یا پریشان خیالات) کا نام دیا۔ یہ نظم مسلم معاشرے کی زبوں حالی پر گہرے تفکر کی عکاسی ہے۔

فکری مباحث

- **مسلمانوں کی حالتِ زار پر رنج:** اس نظم میں اقبال مسلمانوں کی اخلاقی پستی اور اپنی روایات سے دوری پر رنجیدہ نظر آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان ظاہری رسومات میں تو الجھا ہوا ہے لیکن اسلام کی اصل روح اس کے اندر سے ختم ہو چکی ہے۔
- **علم اور عمل کا تضاد:** اقبال اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ دورِ حاضر کے مسلمانوں کے پاس علم تو ہے لیکن عمل کی قوت غائب ہے۔ باتیں بڑی بڑی کی جاتی ہیں لیکن جب قربانی یا میدانِ عمل کی بات آئے تو سب پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔
- **امید کا پہلو:** پریشان خیالی کے باوجود اقبال ناامید نہیں ہوتے۔ وہ ان افکار کے درمیان سے بھی قوم کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ اگر وہ اب بھی بیدار ہو جائیں اور اپنے اندر عشقِ رسول ﷺ اور جذبۂ عمل پیدا کر لیں تو وہ اپنا کھویا ہوا مقام پا سکتے ہیں۔

اسلوبِ بیان

نظم کا اسلوب فلسفیانہ اور بیانیہ ہے۔ اس میں چونکہ خیالات کی بکھراہٹ (تنوع) کو یکجا کیا گیا ہے، اس لیے ہر شعر اپنے اندر ایک الگ معنی رکھتا ہے۔ زبان فصیح اور دل کو چھو لینے والی ہے۔

سوال نمبر 3: علامہ اقبال کے انگریزی خطبات کا مکمل تعارف پیش کیجیے۔

مقدمہ

علامہ اقبال کے انگریزی خطبات ان کی نثری اور فلسفیانہ تصانیف میں سب سے اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ یہ خطبات کتابی شکل میں "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" (اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیلِ نو) کے نام سے پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ یہ خطبات علامہ اقبال نے 1929ء اور 1930ء میں مدراس، حیدر آباد دکن اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی دعوت پر انگریزی زبان میں دیے۔ ان خطبات کا بنیادی مقصد جدید سائنسی اور فلسفیانہ علوم کی روشنی میں اسلامی الٰہیات (Theology) کا دفاع کرنا اور اس کی جدید دور کے مطابق تشریح کرنا تھا۔

خطبات کا بنیادی فکری مقصد (Reconstruction کیوں؟)

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں MrPakistani ویب سائٹ سے فری ڈاؤن لوڈ کریں۔

اقبال کا ماننا تھا کہ گزشتہ چند صدیوں سے مسلمانوں کی فکری اور اجتہادی صلاحیتیں جمود کا شکار ہو چکی ہیں، جبکہ دوسری طرف مغرب نے سائنس اور فلسفے میں تیزی سے ترقی کی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جدید تعلیم یافتہ مسلم نسل اسلام کے روایتی تصورات پر شکوک وشبہات کا شکار ہو رہی تھی۔ اقبال نے اس چیلنج کو قبول کیا اور ثابت کیا کہ اسلام کے بنیادی اصول متحرک (Dynamic) ہیں اور وہ جدید سائنس (جیسے آئن سٹائن کا نظریہ اضافیت اور کوانٹم فزکس) سے بالکل مطابقت رکھتے ہیں۔

خطبات کی تفصیل (ساتوں خطبات کا خلاصہ)

خطبہ 1: علم اور مذہبی مشاہدہ (Knowledge and Religious Experience)

اس خطبے میں اقبال ثابت کرتے ہیں کہ خدا تک پہنچنے کے لیے صرف عقل کافی نہیں بلکہ "مذہبی مشاہدہ" (وجدان یا Intuition) علم کا ایک اعلیٰ اور مستند ذریعہ ہے، جو انسان کو براہِ راست حقیقتِ اعلیٰ سے جوڑتا ہے۔

خطبہ 2: مذہبی مشاہدے کے مقامات کا فلسفیانہ جائزہ (The Philosophical Test of the Revelations of Religious Experience)

یہاں اقبال جدید فلسفے اور سائنس کے اصولوں پر وحی اور صوفیانہ تجربات کو پرکھتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ یہ تجربات وہم نہیں بلکہ حقیقی علمی ذرائع ہیں۔

خطبہ 3: خدا کا تصور اور دعا کی حقیقت (The Conception of God and the Meaning of Prayer)

اس خطبے میں اقبال خدا کی ذات کو ایک "مطلق انا (Ultimate Ego)" کے طور پر پیش کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ "دعا (Prayer)" انسان کی چھوٹی انا کا خدا کی بڑی انا کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کا ایک متحرک عمل ہے۔

خطبہ 4: انسانی خودی: اس کی آزادی اور بقا (The Human Ego: His Freedom and Immortality)

اقبال واضح کرتے ہیں کہ انسان مجبورِ محض نہیں ہے بلکہ اللہ نے اسے ارادے کی آزادی دی ہے۔ انسان اپنی خودی کو محنت سے اتنا مضبوط کر سکتا ہے کہ موت کے بعد بھی اس کی شخصیت قائم رہے۔

خطبہ 5: مسلم ثقافت کی روح (The Spirit of Muslim Culture)

یہ ایک انتہائی اہم خطبہ ہے جس میں اقبال بتاتے ہیں کہ اسلام کی ثقافت سائنسی اور تجرباتی علم پر زور دیتی ہے۔ انہوں نے عقیدہ ختمِ نبوت کی یہ انوکھی تشریح کی کہ حضور ﷺ کے بعد اب انسان کو کسی وحی کا محتاج نہیں رکھا گیا بلکہ اسے عقل اور کائنات کے مشاہدے کی آزادی دے دی گئی ہے۔

خطبہ 6: اسلام میں حرکت کا اصول: اجتہاد (The Principle of Movement in the Structure of Islam: Ijtihad)

اقبال اس خطبے میں مسلمانوں کے فکری جمود کو توڑنے کے لیے "**اجتہاد**" پر زور دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ بدلتے ہوئے دور کے تقاضوں کے مطابق اسلامی قوانین کی نئی تعبیر ہونی چاہیے اور یہ حق پارلیمنٹ یا منتخب آئینی اداروں کو دیا جا سکتا ہے۔

خطبہ 7: کیا مذہب کا امکان ہے؟ (Is Religion Possible?)

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔

یہ خطبہ بعد میں شامل کیا گیا۔ اس میں اقبال بحث کرتے ہیں کہ سائنس اور فلسفے کے دورِ عروج میں بھی مذہب انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے کیونکہ یہ انسان کو اندرونی سکون اور اخلاقی بقا فراہم کرتا ہے۔

علمی و بین الاقوامی اہمیت

ان خطبات نے مغرب کے بڑے بڑے فلسفیوں (جیسے ہنری برگساں اور وائٹ ہیڈ) کو متاثر کیا۔ اس کتاب نے ثابت کر دیا کہ اسلام ایک جامد مذہب نہیں بلکہ ہر دور کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ کتاب آج بھی دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں اسلامی فکر کے نصاب کا حصہ ہے۔

سوال نمبر 4: نظم "ذوق و شوق" کا فکری و فنی جائزہ لیجیے۔

مقدمہ

نظم "ذوق و شوق" علامہ اقبال کے دوسرے اردو مجموعہ کلام "بالِ جبریل" کی آخری اور مقبول ترین نظموں میں سے ایک ہے۔ یہ نظم انہوں نے 1932ء میں اپنے سفر ہند و عرب اور خصوصاً فلسطین کے قیام کے دوران لکھی۔ اس نظم میں علامہ اقبال کا سوز و گداز، نعت کا رنگ، اور کائنات پر تفکر اپنے عروج پر نظر آتا ہے۔ یہ نظم عشقِ رسول ﷺ اور امت کی حالتِ زار کا ایک لاجواب امتزاج ہے۔

فکری جائزہ (اہم فکری پہلو)

- **عشقِ رسول ﷺ کا بے پناہ اظہار:** نظم کا آغاز تو کائنات اور صحرا کے مناظر سے ہوتا ہے، لیکن اس کا اصل محور ذاتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اقبال صحرا کی گرمی اور تنہائی میں اپنے اندر عشقِ الٰہی اور محبتِ رسول ﷺ کی تڑپ محسوس کرتے ہیں:

  لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

- **کائناتی تغیر اور وقت کی حقیقت:** اقبال اس نظم میں واضح کرتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز فانی ہے اور وقت کے دھارے میں بہہ رہی ہے، لیکن جو چیز زوال سے پاک ہے، وہ صرف "عشقِ سچا" اور اللہ کی ذات ہے۔
- **امتِ مسلمہ کے لیے دعا:** وہ امت کی موجودہ حالت پر تڑپتے ہیں اور بارگاہِ رسالت میں فریاد کرتے ہیں کہ اس سوئے ہوئے کاروان کو دوبارہ وہ ذوق و شوق عطا کیا جائے جس سے یہ دنیا پر غالب آ سکیں۔

فنی جائزہ (ہیئت اور شعری محاسن)

- **ہیئت:** یہ نظم غزل نما بندوں کی شکل میں ہے، جس کی ردیف "میں" ہے (جیسے حباب میں، کتاب میں، اضطراب میں)۔ یہ ردیف نظم کے اندر ایک خاص قسم کا صوتی آہنگ اور جلال پیدا کرتی ہے۔
- **بحر اور موسیقی:** یہ نظم بحر متقارب (مفصیلن مفاعیلن) کے اوزان پر ہے، جو نہایت رواں اور ترنم سے بھرپور ہے۔ اسے پڑھتے ہوئے ایک خاص صوفیانہ کیفیت طاری ہوتی ہے۔

- **تشبیہات واستعارات:** اقبال نے اس نظم میں حیرت انگیز امیجری (تصویر کشی) کی ہے۔ صحرا کی صبح، ستاروں کی چال، اور اونٹوں کا سفر—ان سب کی ایسی جاندار تصویر کھینچی ہے کہ قاری خود کو اس سفر کا حصہ سمجھنے لگتا ہے۔

حاصل کلام

"ذوق و شوق" فکری بلندی اور فنی پختگی کا وہ سنگم ہے جہاں اقبال کی شاعری نعت کی اعلیٰ ترین حدود کو چھوتی ہے۔ یہ نظم قاری کے دل میں ایمان کی حرارت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

سوال نمبر 5: علامہ اقبال کی غزلوں کی خصوصیات تحریر کیجیے۔

مقدمہ

اردو ادب کی تاریخ میں غزل روایتی طور پر صرف حسن و عشق، ہجر و وصال، رقیب اور محبوب کی زلفوں کے قصوں تک محدود تھی۔ لیکن علامہ اقبال نے غزل کی اس روایتی دنیا میں ایک بہت بڑا فکری انقلاب برپا کیا۔ انہوں نے غزل کو اِن روایتی بندشوں سے نکال کر فلسفہ، تصوف، خودی، قومی بیداری اور کائناتی حقائق کا ترجمان بنا دیا۔ ڈاکٹر یوسف حسین خان کے مطابق، "اقبال نے غزل کو ایک نئی روح اور نیا نظامِ فکر دیا"۔ اقبال کی غزلوں کی چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

1۔ فلسفہ خودی کا بیان

اقبال کی غزلوں کا سب سے بڑا حسن ان کا فلسفہ خودی ہے۔ انہوں نے غزل کے نرم و نازک لہجے میں خودداری اور غیرت کا پیغام دیا۔ ان کی غزل کا عاشق محبوب کے سامنے گڑگڑانے والا کمزور انسان نہیں بلکہ اپنی خودی پر ناز کرنے والا قلندر ہے:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

غیرتِ الفت مردانہ کا انجام ہے کیا شمع کو پھونک دیا میں نے کہ پروانہ نہ ہو

2۔ روایتی عشق کے بجائے کائناتی عشق

اقبال کی غزل میں عشق کا تصور مجازی یا جنسی نہیں ہے، بلکہ ان کا عشق ایک عظیم اور پاکیزہ کائناتی قوت ہے جو انسان کو مٹی سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیتی ہے۔ یہ عشق عقل کا رہنما ہے:

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

3۔ رجائیت اور امید پسندی (Optimism)

روایتی اردو غزل میں یاس، ناامیدی، اور رونے دھونے کا رنگ غالب تھا (جیسے میر تقی میر کی شاعری)۔ اس کے برعکس اقبال کی غزل امید اور حوصلے سے بھرپور ہے۔ وہ شکست خوردہ حالات میں بھی نوجوانوں کو ستاروں پر کمند ڈالنے کی تلقین کرتے ہیں:

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بو پر چمن اور بھی، آشیاں اور بھی ہیں

4۔ قلندرانہ اور مردِ مومن کا لب ولہجہ

اقبال کی غزل کا ایک منفرد رنگ ان کا قلندرانہ اور شاہانہ لہجہ ہے۔ وہ مادی دنیا کے مال و دولت اور بادشاہوں کے محلات کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھتے ہیں اور فقر کو اصل بادشاہی قرار دیتے ہیں:

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی

آئینِ جوانمرداں، حق گوئی و بے باکی اللہ کے شیروں کی ہوتی ہے یہی لالی

5۔ نئی تراکیب، تشبیہات اور علامات کا استعمال

اقبال نے غزل کے پرانے استعارات (جیسے بلبل، صیاد، قفس) کو نئے معانی دیے۔ بلبل کو انہوں نے نغمہ پیرائے آزادی بنایا اور اس کے ساتھ ساتھ **شاہین**، **جبرائیل**، **صہبا** اور **میخانہ** جیسے نئے استعارات متعارف کروائے۔ ان کا صوتی آہنگ اور ڈکشن نہایت پر شکوہ ہے۔

حاصلِ کلام

خلاصہ یہ کہ علامہ اقبال نے غزل کے مروجہ سانچے کو توڑے بغیر اس کے اندر افکار کا ایک ایسا سمندر بند کر دیا جس نے اردو غزل کو دنیا کے اعلیٰ ترین ادب کے برابر لا کھڑا کیا۔

یونیورسٹی کی تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ گروپ جوائن کریں۔